ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں اقبالیاتی خدمات

ڈاکٹر محمود علی انجم

Dr. Muhammad Riaz was a great scholar of Iqbaliyat and Persian language and literature. During his stay in Iran, he had established close relations with the researchers, writers and scholars there. Due to his expertise in Urdu and Persian language and literature, he removed the barrier of language and literature between the people familiar with both languages and made them aware of each other's academic and literary efforts. Due to this scholarly service of Dr. Muhammad Riaz, the mutual distance between cultures and civilizations narrowed. In Persian language, he wrote books and research articles on many topics of Iqbaliyat and non-Iqbaliyat literature. Dr. Muhammad Riaz has highlighted the intellectual and artistic collaborations between Allama Iqbal and Persian poets in his works and research articles. He also highlighted the aspects which are about Allama Iqbal's derivation from classical poets of Persian language and literature. In this article, the introduction of the Persian writings and books of Dr. Muhammad Riaz is presented, which are of significant and key importance to understand the thought of Allama Iqbal regarding Persian language and literature and to recognize the appreciation of his art.

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ایران میں دورانِ قیام انہوں نے وہاں کے محققین، ادبا اور علما سے گہرے مراسم قائم کر لیے۔ انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی و ادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔ اردو و فارسی زبان و ادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان و ادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے

کی علمی و ادبی نگارشات اور تہذیب و تمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔ اس ضمن میں انھوں بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دیں۔ اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد چار ہے۔

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
01-	توصیه هایی جهت اتحاد میان مسلمانان جهان	اسلام آباد	ادارہ مطبوعات پاکستان
02-	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)	لاہور	اقبال اکادمی
03-	کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی
04-	کشف الابیاتِ قبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد تین ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
01-	احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی ایران
02-	کتابُ الفُتُوّ ۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح و حواشی)	لاہور	محکمہ اوقاف پنجاب
03-	کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف و تالیفات

01۔توصیه هایی جهت اتحاد میان مسلمانان جهان عواطف حب حضرت رسول اکرم (ﷺ) ومناقب اهلِ بیت اطهار (علیهم السلام) در آثار علامه محمد اقبال

اس کتاب میں اتحاد مسلمانانِ جہان، جذبہ عشق و محبتِ رسول ﷺ اور مناقبِ اہلِ بیت اطہار کے بارے میں مختصر و جامع انداز سے افکارِ اقبال بیان کیے گئے ہیں۔

آغاز میں (صفحہ ۶ تا ۱۰ پر) علامہ محمد اقبال کے سوانح زندگی اور تصانیف کا مختصر سا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد (صفحہ ۱۱ تا ۶۸ پر) علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف سے متعدد حوالہ جات دے کر ”اتحاد

مسلمانانِ جہان'' کے موضوع پر ان کے افکارِ مدلل انداز سے پیش کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے متعدد مقالات و مضامین تحریر کیے۔[1] انھوں نے اس ضمن میں لکھے گئے تمام مقالات و مضامین کے مفاہیم کو زیرِ تبصرہ فارسی مقالے ''توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان'' میں پیش کیا ہے۔

ماہِ نور، کراچی کی اشاعت نومبر ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال اور دنیائے اسلام'' شائع ہوا تھا۔ ان کا یہ مقالہ ''اقبال اور جہانِ اسلام'' کے عنوان سے ان کی کتاب آفاقِ اقبال (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) اور اقبال اور احترام انسانیت (مطبوعہ ۱۹۸۹ء) میں ''اقبال اور دنیائے اسلام'' کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''وطنیت، سببِ نفاق''، ''جمعیت مسلمین''، ''افغانستان''، ''اتھوپیا''، ''ایران''، ''ترکیہ''، ''فلسطین''، ''ممالک عرب'' اور ''مسلمانانِ برصغیر'' کے عنوانات کے تحت فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔

زیرِ تبصرہ فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا مقالے کے عنوانات سے ملتے جلتے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے فارسی کلام سے اشعار دے کر مسلمانانِ عالم کے اتحاد کے لیے علامہ اقبال کی فکری و عملی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس فارسی مقالے کے عنوانات درج ذیل ہیں:

''سید جمال الدین''، ''مسالہ وطنیت مسلمانان''، ''عناصر موافق وحدت''، ''نظری بہ گذشتہ مسلمانان''، ''اظہارِ نظر دربارۂ ممالک معاصر اسلامی''، ''ایران''، ''افغانستان''، ''ترکیہ''، ''مسلمانانِ عرب''، ''فلسطین''، ''کشور اتیوپی''، ''مسلمانانِ شبہ قارہ''، ''توصیہ ھایی علامہ اقبال درمورد اتحاد جہان اسلام''، ''پیغام بیداری واحیاء''

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے مختلف پیرائے میں، خصوصاً عقیدۂ توحید و رسالت کے حوالے سے تمام دنیا کے مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو باہمی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنے اور مل کر باہمی اتحاد و اتفاق سے عظمتِ رفتہ کے حصول کا درس دیا۔ انھوں نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ اقتصادی، سیاسی اور دفاعی شعبہ جات میں مل کر استحکام حاصل کریں تاکہ وہ استعماری طاقتوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ عصرِ حاضر کے سائنسی وفنی علوم میں مہارت حاصل کریں۔ اقوام متحدہ کی طرز پر اسلامی دولت مشترکہ بنائیں۔ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے اغیار کی (ذہنی، فکری، عملی، اقتصادی، سیاسی اور تمدنی) غلامی سے نجات حاصل کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق حریت فکر و عمل، باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر موثر انداز سے علامہ اقبال کا امتِ مسلمہ کو دیا گیا پیغامِ بیداری و احیاء پیش کیا ہے۔ فارسی مقالہ ''عواطف حب و نعت حضرت رسول اکرم (ﷺ) در

آثارِ علامہ محمد اقبال'' قریباً ۳۲صفحات (صفحہ ۶۹ تا ۱۰۰) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے چند ایک عنوانات کے تحت کلامِ اقبال سے حُبِ نبوی ﷺ سے متعلقہ اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال مخلص و صادق عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ اسی جذبے کی بدولت انھیں فکری و روحانی معراج حاصل ہوا۔ اسی جذبے کی بدولت ان کے اعمال کو شرفِ قبولیت عامہ و تامہ حاصل ہوا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت اظہارِ خیال کیا ہے:

''وفورِ عشق''، ''مثنوی ھای اسرار و رموز''، ''جاوید نامہ''، ''مثنوی مسافر''، ''ذوق وشوق''، ''مثنوی پس چہ باید کرد''، ''ارمغانِ حجاز''۔

مقالے کی ابتدا میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عشقِ نبوی ﷺ کی اہمیت بیان کی ہے۔ اس کے بعد علامہ اقبال کے جذبہ عشقِ نبوی ﷺ کی کیفیت بیان کی ہے۔ بعد ازاں ان کے کلام سے عشقِ نبوی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ سے متعلقہ اشعار دیے ہیں۔ مقالے کا اختتامیہ بھی جو کہ حاصل کلام پر مشتمل ہے بہت متاثر کن ہے۔ بطورِ نمونہ مقالے کے ابتدائیہ اور اختتامیہ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

ابتدائیہ

''عشق ومحبت رسول خدا حضرت محمد ﷺ برای ھمہ مسلمانان واجب است، در قرآن مجید و احادیث رسول (ﷺ) وارد است کہ ادعای اسلام کسانی معتبر است کہ پیغامبر اسلام را بیش از ھر چیز دنیا دوست دارند، خداوند متعال می فرماید کہ مدعیان محبت خدا باید نخست با رسول خدا محبت بنورزند (۱)۔ از نظر معنی اطاعت خدا و متابعت رسول یکی است (۲) مومنان کسانی می باشند کہ حکمیت ومیانجی گری رسول (ﷺ) را در سایر امور از اعماق قلب قبول دارند (۳) در حدیث رسول (ﷺ) آمد است کہ مومنان واقعی باید از ھر چیز مادی ومعنوی دنیا پیغامبر اکرم (ﷺ) را بیشتر دوست داشتہ باشند، اھمیت محبت رسول (ﷺ) توجیھی نمی خواھد۔ پیغامبر ما محسن عالم انسانی است۔ او رحمۃ للعالمین است و رموز خشنودی رب العالمین را بہ ما عرضہ نمودہ است۔

ولذا اگر مسلمانان ھم احسانات ومنن او را از قلب وجگر قبول داشتہ با وی محبت وعشق صمیمانہ نورزند، این امر نا سپاسی تلقی خواھد گردید و دعوی ایمان ناسپاسان را ھیچ کس قبول نخواھد داشت، پس کسی کہ خداوند متعال و فرشتگان برای وی درود وسلام می فرستند (۴)، برای مسلمانان ھم واجب است کہ طبق امر آفرینندہ، بر وی درود وسلام بفرستند ومقام والا تر از ھمہ او را توصیف بنمایند۔''

پاورقی حاشیہ: ۱ تا ۴: قرآن مجید بالترتیب ۳۱:۲، ۸۰:۴، ۶۵:۴ و ۵۶:۳۳[۲]

اختتامیہ

''عواطف حب وعشق رسول (ﷺ) در آثار منظوم ومنثور اقبال بسیار مشروح است ولی مختصری از آنھا در این قسمت برشمردہ شد، اقبال در ھمہ وھلہ ھا فقط با رسول محبوب خود حرفھای آشکار می زدہ بلکہ او سایر مشکلات

خویش را بہ حضور رسالت مآب (ﷺ) عرضہ می داشتہ است، بنظر علامہ اقبال ادعای ایمان تنھا کسانی معتبر است کہ پیغامبر اکرم اسلام را از ھر چیز مادی ومعنوی دنیا بیشتر دوست داشتہ باشند۔ یک حدیث قدسی است ''لولاک لما خلقت الافلاک ۔''اقبال از این حدیث ھم معانی بدیع آفریدہ (یک دوبیتی در ذیل نقل گردیدہ) است۔

دوبیتی:

؎ بہ جوھر چون ز نور پاک باشی   فروغ دیدۂ افلاک باشی
ترا صید زبون افرشتہ و حور   کہ شاھین شہ لولاک باشی

''ھمہ جھان میراث مرد مومن است ولی کسی کہ صاحب لولاک نیست، مومن نمی باشد''
''ھمہ عالم میراث مرد مومن است، نکتہ لولاک، در این بابت حجت کلام من است۔''

پاورقی حواشی:

☆ علامہ اقبال تبعاً با عاشقان نامی رسولؐ مانند حضرت بلالؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت اویس قرنیؓ، حضرت مالک بن انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم احترام میگزارد و موافقتھای عاشقانہ آنان را با دیدۂ رشک می نگریستہ است۔

☆ ترجمہ منظوم دوبیتی اردوی ''بال جبریل'' ترجمہ یک دوبیتی دیگر این کتاب بدین قرار است:

؎ ترا اندیشہ افلاکی نگشتہ   ترا پروازی لولاکی نگشتہ
ھمی دانم کہ در گوھر عقابی   بچشمان تو بیباکی نگشتہ [۳۲]

زیرِ تبصرہ کتاب میں شامل تیسرا مقالہ ''مناقب بدیع اھل بیت اطھار (ع)'' قریباً ۲۲ صفحات (صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۲) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت کلام اقبال سے مناقب اہلِ بیت سے متعلقہ اشعار پیش کیے ہیں:

''حضرت علی (علیہ السلام)''، ''حضرت فاطمۃ الزھرا (سلام اللہ علیہا)''، ''مناقب حسنین (علیہما السلام)''، ''امام زین العابدین (علیہ السلام) اور امام جعفر صادق (علیہ السلام)''۔

عشقِ نبوی ﷺ کا لازمی تقاضہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی اولاد پاک سے بھی محبت کی جائے۔ علامہ اقبال، اہل بیت سے بھی شدید محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں علامہ اقبال کے اہلِ بیت کے مناقب میں کہے گئے اشعار کے حوالہ سے حُبِّ اہلِ بیت سے متعلقہ ان کے نہایت قابلِ قدر جذبات وافکار متعارف کرائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے تینوں مقالات کے پاورق میں حوالہ جات وحواشی دیے ہیں

اور کتبِ مراجع کی فہرست بھی دی ہے۔علمی و ادبی لحاظ سے ان کے یہ مقالات نہایت اہم موضوعات پر مشتمل ہیں۔تمام مقالات کے مندرجات مدلل ہیں اوران کی مدد سے ان موضوعات کے بارے میں اچھی طرح تفہیم حاصل ہوتی ہے۔

02۔حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ علی ثانی ،حواریٔ کشمیر اور شاہِ ہمدان ، وادی جموں وکشمیر اور اس کے نواحی علاقوں کے بہت بڑے مبلغ اسلام تھے۔ وہ عربی و فارسی کے بہت بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ان کا انتقال ۷۸۶ھ/۱۳۸۵ء میں ہوا تھا۔ وہ علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی محبوب شخصیات میں سے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں انوارِ اقبال (صفحہ ۸۵)، گفتارِ اقبال (صفحہ ۱۷۵)اور جاوید نامہ(حصہ آنسوئے افلاک) میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ جاوید نامہ اور گفتارِ اقبال میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ذخیرۃ الملوک کے حوالے سے خلافتِ انسانی، روح و بدن کے رابطے،حریت اور حکمتِ خیر وشر وغیرہ کے موضوعات پر بحث کی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ’’ تعارف‘‘ میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال اور شاہِ ہمدان کے فکری روابط کے بارے میں ، انھوں نے ’’اقبال اور شاہ ہمدان‘‘ کے عنوان سے دو مقالے لکھے تھے جو پہلے تو اقبال ریویو (جنوری ۱۹۶۹ء) اور مجلّہ اقبال (۱۹۷۲ء) میں الگ سے شائع ہوئے اور بعد میں یہ دونوں مقالے کتابی صورت میں اقبال اور شاہِ ہمدان کے عنوان سے ہی اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے۔[۴]

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض زیر جائزہ کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب ،رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ معارفِ اسلامی تہران اور مجلّہ فرہنگ ایران زمین میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہوسکتے ہیں۔ میں محترم ڈاکٹر وحید قریشی کا ممنون ہوں جنھوں نے اقبال شناسی سے واضح طور پر مربوط ایسے رسائل کو اکادمی کی طرف سے شائع کرنے کے خیال کو پسند فرمایا۔[۵]

’’تعارف‘‘ اور خصوصاً مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ زیرِ جائزہ کتاب کا مسودہ ’’اقبال اور شاہ ہمدان‘‘ کے موضوع پر مبنی ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مقالات،

حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے اکتیس مکتوبات اور ان کے دو رسائل (رسالہ فتوتیہ' اور مشارب الاذواق) پر مشتمل تھا۔مکتوبات اور رسائل ڈاکٹر محمد ریاض نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیے اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ معارفِ اسلامی تہران اور مجلّہ فرہنگ ایران زمین میں شائع کرائے تھے۔ چونکہ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور ان رسائل کے معدوم ہونے کا امکان تھا، اس لیے ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال شناسی سے مربوط ان مکتوبات و رسائل کو شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مجموعہ مرتب کر کے انھیں ارسال کر دیا۔

۲۔ کتاب کے عنوان اور ''تعارف'' کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ''تعارف'' کے مندرجات میں کچھ تحریف کی گئی ہے۔کتاب کے عنوان حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال سے اور ''تعارف'' کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعے میں حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور دو رسائل کے علاوہ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے مقالات بھی شامل تھے جنھیں شاملِ اشاعت نہیں کیا گیا اور کتاب کا عنوان تبدیل کیے بغیر صرف مکتوبات ہی شائع کر دیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین آفاقِ اقبال (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں شامل ان کی درج ذیل تحریر سے بھی راقم الحروف (مقالہ نگار) کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض آفاقِ اقبال میں شامل اپنے مقالے ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے آخر پر لکھتے ہیں:

> شہ ہمدان پر یہ مقالہ (اقبال اور شاہ ہمدان) میں نے اس مسودے کے ساتھ بھیجا تھا جو اقبال اکادمی نے ۱۹۸۵ء میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے نام سے شائع کیا ہے۔اس کتابچے کے ۹ صفحے ہیں۔ دو صفحے کا میرا مقدمہ ہے اور ۳۲ مکاتیب۔ یہ مقالہ اور دو رسالے ندارد۔مجبوراً میں نے مقالہ یہاں شامل کر دیا......[۶]

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' اور اقبالیاتی ادب کے تین سال میں '' آفاقِ اقبال'' پر تبصرہ تحریر کیا ہے مگر شاید مذکورہ بالا شواہد سے لاعلم ہونے کی وجہ سے یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کی تالیف حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے مسودہ و متن میں تحریف و تلخیص کی وجہ بیان نہیں کی اور ان امور کی نشاندہی نہ کر پائے جن کی بدولت کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ

اقبال کا عنوان اس کے مندرجات و مشمولات سے انصاف کرتا نظر نہیں آتا۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات پیشِ خدمت ہیں۔

.....ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال.....میں مؤلف نے کئی مخطوطات کی بنیاد پر شاہ ہمدان کے فارسی مکاتیب کو بعض توضیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیباچے میں مرتب نے بتایا ہے کہ پیشِ نظر کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل مشارب الاذواق اور رسالہ فتوّتیہ بھی شامل کیے جا رہے ہیں، غالباً مذکورہ رسائل بوقتِ طباعت شامل نہیں ہو سکے۔ کتاب صرف مکاتیب پر مشتمل ہے۔"[۷]

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا فرمانا بجا ہے کہ "اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" دیباچے کے مطالعے کی بدولت وہ اس امر سے آگاہ ہو گئے تھے کہ اس کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل مشارب الاذواق اور رسالہ فتوتیہ شامل کیے جا رہے ہیں۔ مگر انھوں نے اس امر کی تحقیق ضروری نہیں سمجھی کہ مذکورہ رسائل "بوقتِ طباعت کیوں شامل نہیں ہو سکے" یا "انھیں کیوں شاملِ طباعت نہیں کیا گیا"۔

اقبالیاتی ادب کے تین سال میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی آفاقِ اقبال پر تبصرے میں لکھتے ہیں:

آفاقِ اقبال میں بارہ مقالات شامل ہیں۔ "اقبال اور شاہ ہمدان" اور "اقبال اور ابنِ حلّاج" سیر حاصل اور مفصل ہیں اور نسبتاً زیادہ تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں۔ "تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں" ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں اور کلامِ اقبال کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔ بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں، حالانکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی، یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے، اور اقبال سے مصنف کی گہری وابستگی اور کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کا شاہد ہے۔"[۸]

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی گراں قدر تصانیف ان کی وسیع النظری، باریک بینی اور اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کا بین ثبوت ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے نہایت توجہ اور باریک بینی سے مطالعہ کر کے "آفاقِ اقبال" کے مندرجات اور مشمولات پر رائے دی ہے۔ غالباً اس مجموعۂ مضامین میں شامل مضمون "اقبال اور شاہ ہمدان" کے آخر پر "استدارک" کے ذیلی عنوان سے دی گئی ڈاکٹر محمد ریاض کی وہ عبارت ان کی نظر میں نہ آسکی جس میں انھوں نے اپنی کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے مسودے کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا چند ایک جملوں میں ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباس نے اپنے مقالے "ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت" میں ڈاکٹر محمد

ریاض کی تالیف حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کا نہایت مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتی ہیں:

یہ کتاب ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

یہ بات بالکل واضح ہے کہ علامہ اقبال حضرت شاہ ہمدان کے افکار کے مداح تھے اور ان کی اکثر کتب و رسائل علامہ ممدوح کی نظر سے گزرے تھے۔ اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ معارفِ اسلامی ایران اور مجلّہ فرہنگ ایران زمین میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے۔[9]

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے کتاب کے جائزے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے ''تعارف'' میں سے ایک اقتباس تحریر کیا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اس اقتباس میں دیے گئے ایک جملے کی مدد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کاوش کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

مجھے امید ہے کہ حضرت شاہ ہمدان کے یہ رسائل اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے عمق پر روشنی ڈال سکیں گے۔[10]

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی اس جملے کو توسیع دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے۔[11]

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی توجہ اس کتاب کے عنوان اور اس میں شامل متن کی طرف نہ ہو سکی جس وجہ سے انھوں نے اپنے مضمون میں اس امر کی طرف توجہ نہیں دلائی ہے کہ اس کتاب میں رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق شامل نہیں ہیں اور نہ ہی اقبال اور شاہ ہمدان کے فکری تقابل اور اشتراک کے بارے میں اس کتاب میں کوئی تحریر دی گئی ہے۔

''تعارف'' میں مذکور ہے کہ زیرِ جائزہ کتاب حضرت شاہ ہمدان کے ''اکتیس'' حق آموز مکاتیب پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے، اس کتاب کے پہلے حصے میں میر سید علی ہمدانی کے ۱۹ مکاتیب

دیے گئے ہیں ۔ان میں سے چار مکاتیب کے مخاطبین نا معلوم ہیں ۔ دیگر پندرہ مکاتیب میں سے سلطان قطب الدین ،نور الدین جعفر بدخشی ،محمد خوارزمی اور سلطان طغان شاہ میں سے ہر ایک کو دو ، دو خطوط ، سلطان غیاث الدین کو ۴ خطوط اور ملک شرف الدین خضر شاہ اور میرزادہ میر میں سے ہر ایک کو ایک، ایک خط لکھا گیا ہے۔ پہلے حصے کے مکاتیب کا متن صفحہ نمبر۳ تا ۴۳ پر دیا گیا ہے۔صفحہ نمبر۴۳ تا ۴۵ پر حواشی دیے گئے ہیں ۔

حصہ دوم میں (صفحہ نمبر۴۷ تا ۸۳ پر) بارہ مکتوبات (مکتوبات ھشتم تا مکتوبات نوزدھم) دیے گئے ہیں ۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ پہلے سات مکتوبات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے، تاہم وہ ایک دن ضرور دستیاب ہو جائیں گے اور شاملِ اشاعت کر دیے جائیں گے۔[۱۲]

صفحہ نمبر۸۴ پر توضیحات'' کے عنوان سے حصہ دوم کے حواشی و حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔

ماہنامہ ادبی دنیا کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں '' شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب '' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں :

''اب تک شاہ ہمدان کے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی میں) راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں جن کی مختصر صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ وادیٔ جموں و کشمیر کے مقتدر بادشاہ قطب الدین شاہمیری (۷۷۵-۷۹۶ ہجری) کے نام ایک خط۔

۲۔ بدخشاں اور بلخ کے حاکم سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان کے نام دو خط

۳۔ پاغلی کے حکام غیاث الدین اور علاؤ الدین کے نام بالترتیب تین اور ایک خط

۴۔ کونار کے حاکم سلطان طغان خان کے نام تین خط۔

۵۔ مولانا نور الدین جعفر رستاق بازاری بدخشی (متوفی ۷۹۷ھ) کے نام چار خط۔

۶۔ مولانا محمد خوارزمی کے نام ایک خط

۷۔ میرزادہ میر (ان کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں) کے نام ایک خط ۔ باقی سات خطوط کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔[۱۳]

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ مضمون میں ، زیرِ جائزہ کتاب کے حصہ اول میں منقول تمام مکتوب الیہم کا ، سوائے ملک شرف الدین خضر شاہ کے ، ذکر کیا گیا ہے ۔اس ضمن میں غور طلب بات یہ ہے کہ مضمون محررہ (۱۹۷۱ء) میں نور الدین جعفر بدخشی کے نام ۴ مکاتیب ، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ مکاتیب اور شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان کے ۲ مکاتیب کا ذکر ہے جبکہ زیرِ جائزہ کتاب مطبوعہ (فروری ۱۹۸۵ء) میں نور الدین جعفر بدخشی کے نام ۴ کے بجائے ۲ مکاتیب ، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ کے بجائے ۲ اور شیخ محمد بھرام

شاہ بن سلطان خان کے نام ۲ کے بجائے ایک (۱) مکتوب دیا گیا ہے۔اس طرح دیگر مکتوب الیہم (سلطان قطب الدین اور محمد خوارزمی) کے نام سے ایک، ایک کے بجائے دو، دو مکاتیب شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔مختلف مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے خطوط کی تعداد میں اختلاف کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کسی بھی تحریر میں وضاحت نظر نہیں آتی۔

زیرِ جائزہ کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے حصہ اول ''مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۱)'' میں ۱۹ مکتوبات دیے گئے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ان میں سے چند ایک مکاتیب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو کہ ''حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے دو ماہی مجلّہ اسلامی تعلیم کی جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔اردو ترجمے میں بھی مکتوبات کی دی گئی ترتیب و تعداد کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال میں مکتوبات کی دی گئی ترتیب و تعداد کے مطابق ہے اگرچہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کسی تحریر میں اس امر کی وضاحت نہیں کی مگر ان کی بعد کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ مضمون ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' مطبوعہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء میں مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے خطوط کی دی گئی تعداد درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [باشش رسالہ از وی]'' (۱۹۶۸ء) کے باب دوم، ''آثار میر سید علی ہمدانی'' میں ذیلی عنوان ''مکتوبات امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے ۳۱ مکتوبات کا ذکر کیا ہے انھوں نے مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے ۱۶ اور نامعلوم مکتوب الیہم کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔[۱۴]

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے اردو ترجمے (۱۹۷۲ء) میں ''مکتوباتِ امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے قریباً ۲۲ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ان کے متذکرہ مکتوب الیہم اور ان کو لکھے گئے مکتوبات کی تعداد قریباً برابر ہے۔انھوں نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔[۱۵]

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے مقالے میں دی گئی فہرست کتابیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے کا ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ سیدہ اشرف ظفر نے ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالہ کو پیشِ نظر نہیں رکھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعد میں بھی سید علی ہمدانی کے آثار پر تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا اور میر سید علی ہمدانی کے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے مکتوبات دریافت کر کے ان کا متن شائع کرایا۔انھوں نے اپنی مختلف تحریروں اور اپنی دریافت کا سفر واضح انداز سے بیان نہیں کیا جس وجہ سے میر سید علی ہمدانی کے مکاتیب کی تعداد کے

ضمن میں ابہام پیدا ہوگیا جس کی نشاندہی کے لیے اور اس ضمن میں مزید تحقیق طلب پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے مذکورہ بالا داخلی وخارجی شواہد سپردِ قلم کیے گئے ہیں۔

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان مکتوبات میں عوام اور خواص کو پند و وعظ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ان کے موثر طرزِ تحریر اور طرزِ بیان کی بدولت ہزاروں بلکہ لاکھوں گم کردہ راہ نے ہدایت پائی۔علمِ دین ،علمِ تصوف ،علمِ فقہ ، فارسی زبان و ادب اور اسلامی تہذیب وتمدن کی اصلاح و بقا کے سلسلے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران ،تاجکستان ،کشمیر اور پاک و ہند کے دیگر خطوں کے رہنے والے مسلمانوں اور انسانوں کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی گراں قدر نگارشات کی مدد سے ان تمام علاقوں میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ افراد کو آگاہ کرنے کے لیے کئی کتابیں، مقالات و مضامین لکھے اور کانفرنسوں کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔زیرِ جائزہ کتاب بھی اس ضمن میں نہایت اعلیٰ اور گراں قدر، علمی و ادبی پیشکش ہے۔اس ضمن میں تحقیق کے دروازے کھلے ہیں اور اہلِ ذوق کو دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

03۔کتاب شناسی اقبال

اس کتاب میں اقبالیات سے متعلقہ اردو، انگریزی ، فارسی ، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتب ،تراجم اور مقالات و مضامین کے بارے میں کوائف پیش کیے گئے ہیں ۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔سخن مدیر، پیش گفتار، علامہ محمد اقبال کی زندگی کے اہم واقعات اور تصانیف کے مختصر تذکرہ کے بعد مخففات اور اصطلاحات کی فہرست دی گئی ہے۔

باب اول میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت اور افکار و تصورات پر مختلف زبانوں (خصوصاً اردو، انگریزی، فارسی) میں لکھی گئی کتب ، مقالات و مضامین اور مجلّات کے مخصوص شماروں کے بارے میں مختصر اور بعض صورتوں میں توضیحی حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔عموماً ہر حوالہ کتاب کے عنوان، مصنف ، مرتب یا مترجم کے نام، ناشر، اشاعت اور ضخامت پر مشتمل ہے۔اس ضمن میں چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ **اقبال ہمہ** از احمد نبی خان طبع کراچی ۱۹۸۰ م ص ۵۸ (اطلاعات عمومی دارد)

☆ **اقبال و علمای پاکستان و هند** از اعجاز الحق قدوسی اکادمی اقبال لاهور ۱۹۷۷ م ص ۲۰+۵۰۵۔تذکرہ' علمائی است کہ در آثار اقبال مذکور افتادہ اند یا اقبال من حیث معاصر با آنان معاشرت یا مکاتبت داشتہ است، مانند:

حضرت شیخ احمد سرھندی مجدد الف ثانی ، ملا محمود جونپوری ، ملا عبد الحکیم سیالکوتی ، قاضی محبت اللہ بہاری ، حافظ امان اللہ بنارسی ، شاہ عاشق حسین ، شاہ ولی اللہ ، شاہ اسمعیل ، مولانا نور السلام رامپوری ، مولانا شبیر احمد عثمانی ، حبیب الرحمٰن شروانی ، سید سلیمان ندوی ، مسعود عالم ندوی ، اسلم جیراجپوری و احمد علی لاهوری وغیرہ ۔

☆ **اقبال و دور خلافت راشدہ** از بلیغ الدین جاوید ، ادارۂ انتخاب ادب خیابان ایبک لاهور ۱۹۷۸م ص ۱۱۲۔ [۱۶]

حوالہ جات کے ساتھ توضیحات بالالتزام نہیں دی گئیں ۔ جہاں کہیں فاضل مرتب کو ضرورت محسوس ہوئی انھوں نے کتاب یا مضمون کے بارے میں مختصر سا تعارف دیا ہے ۔ انھوں نے اختصار کے پیش نظر تمام حوالہ جات کے ساتھ تعارف یا تبصرہ شامل نہیں کیا ۔

باب دوم ''آثارِ اقبال'' میں علامہ اقبال کے مطبوعہ منظوم و منثور آثار کی اشاراتی و حوالہ جاتی کتب (کشف الابیات ، کشف المکاتیب) کے بارے میں حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔

باب سوم میں علامہ محمد اقبال کے کلام پر لکھی گئی شروح کے حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔

باب چہارم میں آثارِ اقبال کے اردو ، انگریزی ، فارسی ، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھے گئے تراجم کے حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔

''ضمیمہ'' میں اقبال شناسی سے متعلقہ چند دیگر کتب کے حوالہ جات دیے گئے ہیں ۔ اس کے بعد شخصیات اور کتب و مجلّات اور مقالات کے ناموں پر مشتمل اردو اشاریہ دیا گیا ہے ۔ اردو اشاریے کے بعد انگریزی زبان میں لکھی ہوئی کتب کا انگریزی زبان میں اشاریہ (Index) دیا گیا ہے ۔

کتاب کے آخری دس صفحات (صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۹) پر ''مستدرکات و اضافات و اصلاحات'' کے عنوان سے اغلاط نامہ دیا گیا ہے ۔

کتاب شناسی اقبال اقبالیاتی ادب کے حوالہ جات پر مشتمل پہلی فارسی ببلو گرافی ہے ۔ اسے ڈاکٹر محمد ریاض نے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی فرمائش اور تقاضے پر مرتب کیا تھا ۔ انھوں نے جب یہ مسودہ ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں پیش کیا تو مدیر مرکز کو اس مسودے میں اغلاط نظر آئیں اور انھوں نے اسے تدوین و تصحیح کے بعد طبع کرالیا ۔ اس ضمن میں مرکز تحقیقات کے مدیر لکھتے ہیں :

''یہ تالیف اغلاط سے پُر ہے ۔ نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر ۔ مسودہ نہایت بدخط اور ناخوانا ۔ ختمہ (فل سٹاپ) اور جملہ بندی کے بنیادی قواعد کی طرف معمولی توجہ بھی نہیں دی گئی ۔ حشو و زوائد اور مکررات کی کثرت ہے ۔ اس میں وہ نظم و ترتیب بھی نہیں ، جو ہر کتابیات سے استفادے کی اولین شرط ہوتی ہے ۔ وقت تنگ تھا ، اور کانگریس میں پیش کرنے کے لیے کوئی نئی کتابیات تیار کرانا ممکن نہ تھا ۔ پھر دوسروں کے کام کے

بارے میں بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس سے بہتر ہوگا۔ ناچار اسی تالیف کو انتہائی جاں گسل محنت اور اس کی چند خامیوں کو دور کرنے کے بعد طباعت کے لیے بھیج دیا گیا۔"

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی زیر تبصرہ کتاب کتاب شناسی اقبال کا مختصراً تعارف کرانے کے بعد اس کی کچھ کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

۱۔ حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔

۲۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔

۳۔ بعض حوالے مختصر ہیں اور بعض توضیحی۔ انگریزی، فارسی اور بعض پنجابی کتابوں کے اصل عنوانات (Titles) بھی درج ہیں، لیکن اردو کتابوں کے ناموں کے بجائے صرف ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ امر خاصی الجھن کا باعث ہے۔

۴۔ یہ کتاب اغلاط سے پُر ہے۔ [۱۷]

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مدیر مرکز تحقیقات کے عذر اغلاط کو غلط قرار دیا اور واضح الفاظ میں لکھا کہ اگر وہ مسودے کے معیار سے مطمئن نہیں تھے تو اسے شائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ناشر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسودہ نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع کرے یا پھر اسے شائع ہی نہ کرے۔ ناشر نے اغلاط سے پُر مسودہ شائع کر کے مرتب کو بھی رسوا کرنے کی کوشش کی۔

کتاب شناسی اقبال پر مدیر مرکز تحقیقات اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات سے کلی اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔

مدیر مرکز تحقیقات کے تنقیدی جملے، (کتاب شناسی اقبال کی) نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر سے دو تاثرات ملتے ہیں۔

۱۔ پہلا تاثر یہ ملتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض درست فارسی نثر نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہ تاثر غلط ہے کیونکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے تہران یونیورسٹی، ایران سے فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی تھی۔ ان کا مقالہ بھی فارسی میں تھا۔ ان کی متعدد کتب مقالات اور مضامین اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ فارسی زبان و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ فارسی زبان میں لکھنے کے علاوہ فارسی بول چال میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

۲۔ دوسرا تاثر یہ ملتا ہے کہ مسودہ کی تحریر درست نہیں تھی۔ اسے پڑھنے اور اس کی تصحیح کرنے میں دشواریاں حائل تھیں۔ اس امر سے کسی حد تک اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور

احوال اور آثار کے بارے میں لکھے گئے مقالات ومضامین اور ان کے رفقائے کار اور احباب کے انٹرویوز سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے رفقا کو مقالات ومضامین املا کروا دیتے تھے اور ان سے مقالات ومضامین کا پی بھی کروا لیتے تھے۔ بعض اوقات شدید مصروفیات کی وجہ سے نظر ثانی کا کام بھی مدیر یا پبلشر کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ اس لیے بعض اوقات ناقص املا والے یا ناقص کاپی کیے ہوئے مقالات ومضامین اشاعت کے لیے بھیج دیے جاتے تھے۔ اس کتاب کے سلسلے میں بھی ناقص املا کا مسئلہ قرین قیاس ہے۔[۱۸]

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے کتاب شناسی اقبال پر انتقادات سے دو طرح کے تاثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔ انھوں نے یہ بات واضح نہیں کی کہ یہ بے ترتیبی اور تکرار کس حد تک پائی جاتی ہے۔ ان کے تبصرے سے عمومی تاثر یہ ملتا ہے کہ تمام کتاب میں بے ترتیبی اور تکرار پائی جاتی ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس میں بعض مقامات پر اکادکا بے ترتیبی یا تکرار نظر آتی ہے۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کتاب شناسی کے کام سے طبعی مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیاتی ادب سے متعلقہ بہت زیادہ باخبر اور آگاہ تھے۔ وہ مطالعہ کے ذریعے اور اپنے پاکستانی، ہندوستانی، ایرانی، افغانی اور بعض دیگر ممالک میں مقیم ریسرچ سکالرز، علماء وادبا سے روابط کی وجہ سے اردو، فارسی اور اقبالیات سے متعلقہ نئی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے اور اکثر کتب تک رسائی حاصل کر کے ان کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ وہ اندرونِ ملک و بیرونِ ملک سفر کے دوران کتابوں کی نمائشوں میں جاتے تھے۔ لائبریریاں اور بک شاپس بھی وزٹ کرتے تھے۔ اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب اور اقبالیات میں مہارت کی وجہ سے وہ اس کام کے لیے نہایت اہل تھے۔ تاہم، اس بات سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ بہت زیادہ مصروفیت کی وجہ سے وہ کسی مسودہ پر کئی بار نظر ثانی نہیں کر سکتے تھے۔

مجموعی طور پر کتاب شناسی اقبال ڈاکٹر محمد ریاض کی ایک اعلیٰ اور گراں قدر تالیف ہے۔ ناشر

اس کتاب کی تدوین وتصحیح کا فریضہ کما حقہ ادا نہ کرسکا اور اس کا ذمہ دار ڈاکٹر محمد ریاض کو ٹھہرا دیا۔ اگر یہ مسودہ قابل اصلاح نہیں تھا تو ناشر اس کی اشاعت کا ارادہ ترک بھی کر سکتا تھا۔ نظر ثانی سے اس کتاب میں موجود کمزوریاں دور کی جا سکتی تھیں۔

04۔کشف الابیات اقبال

کشف الابیات اقبال کے شروع میں علامہ اقبال کی تصویر، سب ٹائٹل اور اشاعتی معلومات پر مبنی صفحے کے بعد پانچ صفحات (ا تا و) پر ''پیش گفتار'' اور ''زندگی نامہ وآثارِ اقبال'' کے عنوانات کے تحت اس تالیف کا تعارف کرایا گیا ہے اور علامہ محمد اقبال کے سوانحِ حیات اور ان کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ کتاب کے بائیں طرف انگریزی زبان میں سب ٹائٹل، پرنٹنگ پیج اور ''Foreword'' دیے گئے ہیں۔

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں کہ فارسی زبان و ادب میں اب تک صرف فردوسی کے شاہنامہ اور رومی کی مثنوی کے اشاریے مرتب ہوئے ہیں۔ ''کشف الابیات اقبال'' فارسی زبان و ادب کا تیسرا اشاریہ ہے۔ کلیاتِ اقبال فارسی تہران اور لاہور میں اب تک دوبارہ شائع ہوئے ہیں۔ اشاریے میں ان دونوں اشاعتوں (اشاعتِ تہران اور اشاعتِ لاہور) کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ دائیں طرف ایرانی اشاعت اور بائیں طرف پاکستانی اشاعت کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ اس اشاریے میں کلامِ اقبال فارسی کے شروع کے الفاظ الف بائی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ اس سال یومِ اقبال ۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو منایا جا رہا ہے اور اسے سالِ اقبال قرار دیا گیا ہے۔ قدیم اساتذہ فردوسی اور رومی کے کلام کی طرح پاکستان، ایران اور دیگر ممالک میں کلامِ اقبال بھی بہت پڑھا جاتا اور اسے یاد بھی کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے کشف الابیات اقبال کی افادیت اور ضرورت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو کشف الابیات اقبال کی اشاعت کے وقت ڈاکٹر محمد ریاض فیڈرل گورنمنٹ کالج فار مین نمبر ا، اسلام آباد میں تعینات تھے۔

کشف الابیات میں مرتبین نے فارسی شعر کے پہلے مصرعے کے دو تین الفاظ دیے ہیں۔ اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران کے مسلسل شماروں کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ جن اصحاب کے پاس مذکورہ کلیات کے نسخے موجود نہیں بلکہ منظوم فارسی تصانیف کے الگ الگ نسخے موجود ہیں وہ اس اشاریے سے مستفید نہیں ہوسکتے۔ اس طرح کسی شعر کے

دوسرے مصرعے کے ابتدائی الفاظ کی مدد سے اس میں سے کوئی شعر تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ بعض حوالہ جات بھی غلط ہیں۔

کشف الابیات کی مذکورہ بالا کمزوریوں کو دور کرنے کے نقطہ نظر سے ''زبیدہ بیگم'' نے ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی نگرانی میں علامہ اقبال کے فارسی کلام کا اشاریہ مرتب کیا جو مئی ۱۹۹۶ء کو بزمِ اقبال سے شائع ہوا تھا۔ اس اشاریے میں درج ذیل حکمت عملی اختیار کی گئی:

۱۔ اشعار کے دونوں مصرعوں کے ابتدائی الفاظ درج کیے گئے ہیں۔

۲۔ کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا گیا ہے۔

۳۔ انفرادی کتابوں کے صفحات اور کلیات کے مسلسل صفحات دونوں لکھے گئے ہیں۔

اشاریہ کلام اقبال مرتبہ زبیدہ بیگم میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور کے صفحات نمبر نہیں دیے گئے۔ جوئے رواں (اشاریہ کلیاتِ اقبال اردو) مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان کی طرز پر اگر کلیات اقبال فارسی کا اشاریہ مرتب کیا جائے اور اس میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور، کلیاتِ اقبال فارسی شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور اور کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ ایران کی ہر کتاب کا صفحہ نمبر، ان کے مسلسل صفحہ نمبر، کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا جائے تو یہ نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمت ہوگی اور اس سے اشاریے کی افادیت عالمگیر ہو جائے گی۔

اقبالیاتی ادب پر متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

''اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواہر می رساند.....'' چار صفحات (۲۸ تا ۳۱) پر مشتمل مختصر سا مضمون ہے۔ یہ مضمون مجلّہ کاوہ (مونیخ) کے شمارے ۶۹، اشاعت پاییز ۱۳۵۷ میں شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال کے صد سالہ یومِ ولادت کے موقع پر ایرانی و پاکستانی محققین احمد گلچیں معانی، ڈاکٹر سید سبط رضوی، ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام، ڈاکٹر ذبیح صفا، ڈاکٹر شاہد چوہدری، مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر صغری بانو شگفتہ، استاد محمد محیط طباطبائی، سعیدی فیض الحسن فیضی سیالکوٹی، ڈاکٹر محمد جعفر محجوب، ڈاکٹر حامد خان، ڈاکٹر حسین خطیبی، ڈاکٹر عبدالشکور احسن، سید غلام رضا سعیدی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد شریف چوہدری، حافظ محمد ظہور الحق ظہور، ڈاکٹر اللہ دتہ چوہدری و دیگر حضرات نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں مقالات پیش کیے تھے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد گلچیں معانی، ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی اور ذبیح اللہ

صفا کے مقالہ جات کا مختصر سا تعارف اور خلاصہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ احمد گلچیں معانی نے ''فلسفہ اسرارِ خودی'' کے عنوان پر چالیس اشعار پیش کیے۔ آغاز میں انھوں نے کہا:

بشنو آن فیلسوف پاکزاد — رہبر آزادگان اقبال راد
کز خودی دارد جهان نام و نشان — جز خودی چیزی نیاید در جهان
ره نیابد نفس تو کافی بہ پیش — تا نیابی معرفت برنفس خویش [۱۹]

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی استاد' دانشگاہ اسلام آباد نے اقبال، ''برهمن زاده ی مسلمان''، ''مرگ اقبال'' اور ''آثار علامہ اقبال'' کے ذیلی عنوانات کے تحت علامہ اقبال کی ولادت، وفات اور ان کی تمام تصانیف کے بارے میں مختصر الفاظ میں اظہار خیال کیا۔ ذبیح اللہ صفاتی نے مشاہیرِ ایران، خصوصاً مولانا جلال الدین رومی کے علامہ اقبال کی شخصیت پر اثرات کے موضوع پر اظہار رائے کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اقبال دراصل عارفِ ربانی ہیں۔ ان کے فلسفیانہ افکار بھی حقائقِ معرفت پر مبنی ہیں۔ وہ خود اس امر کے قائل تھے کہ فلسفے سے صرف ظاہری حقائق تک رسائی ہوتی ہے۔ اشیاء کی اصل حقیقت معرفت یا عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ [۲۰]

اس مضمون کے صفحات ۳۰ تا ۳۱ پر ''تنہا عشق''، ''شنیدم......''، ''کرمک شب تاب''، ''کبر و ناز'' اور ''زندگی'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کا منتخبہ فارسی کلام دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں حوالہ جات و حواشی اور منابع و مآخذ نہیں دیے گئے۔

مقالہ ''تاثیر و مقامِ شعر و ادب از دیدگاہِ علامہ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی سے شعر و ادب کے بارے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی سے متعلقہ اردو و فارسی اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال شعر و ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنے کلام سے فرد، معاشرہ، ملتِ اسلامیہ اور اقوامِ عالم کی اصلاح کا کام لیا۔ انھوں نے ۲۸/ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو افغانستان میں ادباء و شعراء سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا:

> ......عقیدہ من این است کہ هنر یعنی ادبیات و شاعری و نقاشی و موسیقی و بنائی وغیرہ باید معاون و خدمتگزار زندگانی باشد۔ لذا من هنر را تنها وسیلہ خوش گذارنی و تفریح نمی دانم بلکہ این نوعی از اختراع و تخلیق می باشد۔ شاعری تواند زندگانی ملت را بسازد یا ویران سازد......'' [۲۱]

علامہ اقبال کا کلام اور ان کی جملہ مساعی اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ انھوں نے شعر و ادب سے انسانی اصلاح اور فلاح کا کام لیا۔ انھوں نے اپنے کلام سے انفرادی و اجتماعی خودی مستحکم کرنے کا وہ دینی فریضہ سرانجام دیا جس کی کلام اللہ میں تعلیم دی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں موضوع کی مناسبت سے موثر حوالہ جات دے کر فکرِ اقبال کی ترجمانی کا حق بخوبی ادا کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ۳۶ حوالہ جات پر مشتمل فہرست منابع و ماخذ دی گئی ہے۔ ان کا یہ مقالہ موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے گراں قدر علمی و ادبی اہمیت کا حامل ہے۔

۲۱/ اپریل ۱۹۶۹ء کو خانہ فرہنگ ایران، کراچی میں انجمن روابط فرہنگی پاکستان و ایران، انجمن محصلان اسبق، دانشکدہ دولتی لاہور، اقبال اکیڈمی، بزم اقبال اور خانہ فرہنگ ایران کے اشتراک سے یومِ اقبال منایا گیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اقبال شناسی در ایران'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ ان کا یہ مقالہ مجلّہ ''ھلال'' میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی کی فارسی کتاب ''رومی عصر'' اور اردو کتاب ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کتب کے مطالعے سے ایران میں اقبال شناسی کے بارے میں کافی معلومات ملتی ہیں۔ ایران میں اقبال شناسی کا آغاز قیامِ پاکستان سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ علامہ اقبال کا اپنے ہم عصر فضلائے ایران استاد سعید نفیسی اور سید محمد محیط طباطبائی سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ ہوا تھا۔ انھوں نے استاد سعید نفیسی کو اپنی تصانیف ''پیامِ مشرق'' اور ''زبورِ عجم'' بھیجی تھیں۔ ایک ملاقات میں ایرانی وزیر سید ضیاء الدین طباطبائی نے علامہ اقبال کے اشعار سنے اور بہت متاثر ہوئے۔ اکتوبر تا نومبر ۱۹۳۳ء میں علامہ اقبال کے سفر افغانستان کے موقع پر افغانستان کے شعرا اور ادباء کو علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار سے زیادہ بہتر طور پر آگاہی ہوئی اور ان کے توسط سے ایران کے مجلّات میں علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے بارے میں بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ مرحوم سید محمد فخر داعی الاسلام گیلانی نے فارسی میں علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جو ۱۹۳۹ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں ملک الشعراء محمد تقی بہار نے علامہ اقبال کے فکر و فن پر ایک لیکچر دیا اور فارسی اشعار میں انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ۱۹۴۴ء میں سید محمد محیط طباطبائی نے علامہ اقبال کے احوال و آثار پر مجلّہ محیط کا ایک شمارہ نکالا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایران میں اقبال کے بارے میں متعدد مقالے لکھے گئے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ اس طرح ان کے بارے میں بہت سی کتب لکھی اور شائع کی گئیں۔ ان میں سے استاد مجتبیٰ مینوی کی اقبال لاہوری اور سید غلام رضا سعیدی کی اقبال شناسی زیادہ معروف ہوئیں۔ ایران میں کلیاتِ اقبال فارسی طبع ہوئے۔ علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* کے فارسی تراجم بھی شائع ہوئے۔ ایران کے مختلف مجلّات، مجلّہ وحید، مجلّہ ھای دانشکدہ ادبیات مشہد و تہران، مجلّہ مہر، مجلّہ ارمغان، مجلّہ سخن و مجلّہ ہنر و مردم وغیرہ میں علامہ اقبال کے حوالے سے بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایران

میں اقبال کے حوالے سے باقاعدہ تقاریب اور مجالس کا اہتمام ہونا شروع ہوگیا۔ ایران کے بہت سے نامور شعرا نے علامہ اقبال کے تتبع میں کلام لکھ کر انھیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے آقائی یاورھمدانی، آقائی ھمایوں شہیدی، آقائی اشرف مشکوتی گیلانی، آقائی علوی طباطبائی کے فارسی اشعار پیش کیے ہیں۔[۲۲]

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ ایران میں اقبال شناسی کی قریباً ۴۰ سالہ علمی و ادبی تاریخ کے اجمالی جائزے پر مبنی ہے۔

مقالہ ''اقبال لاہور و شعرای سبک خراسانی'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ خراسانی'' کی مختصر تعریف و تاریخ بیان کرنے کے بعد سبکِ خراسانی کے شعرا کے نام دیے ہیں اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر بطور حاصل کلام یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

> از سطور گذشتہ و امثال منقولہ پیداست کہ اگرچہ سائر اشعار اقبال بہ سبک عراقی یا باصطلاح واضح تر بہ سبک خود اقبال می باشد، ولی تاثیر صوری و معنوی شعرای سبک مطنطن خراسانی ھم ھنر و اندیشہ وی قابل ملاحظہ می باشد۔[۲۳]

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ آذر ۱۳۵۰ (نومبر ۱۹۷۱ء) کو طبع ہوا تھا۔ ۱۹۷۷ء کو اقبال اکادمی پاکستان سے ان کی کتاب اقبال اور فارسی شعرا اور اسی سال اس کا فارسی ترجمہ مرکز تحقیقات فارسی ایران سے شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کی خصوصیات اور ان سے تعلق رکھنے والے فارسی شعرا کے کلام اور علامہ اقبال کے کلام میں صوری و معنوی مماثلت کی نشاندہی کے بعد ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مقالے کے تمام مندرجات قدرے بہتر صورت میں کتاب اقبال اور فارسی شعراء میں ''سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔[۲۴]

مضمون ''برگزاری مراسم روزِ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء میں کراچی میں یومِ اقبال کے حوالے سے منعقد ہونے والی تین تقریبات کی روداد بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ گوئٹے انسٹیٹیوٹ کراچی کے ہال میں علامہ اقبال کے حوالے سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ حکیم محمد سعید مہمانِ خصوصی تھے۔ اس تقریب میں کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور نے ''پیامِ مشرق'' اور ''جاوید نامہ'' سے دو نظمیں پیش کیں۔ شان الحق حقی نے علامہ اقبال کے چند اردو اشعار پڑھے۔ ڈاکٹر ممتاز حسن نے ''اقبال اور جرمنی'' کے موضوع پر مقالہ پڑھا جس میں انھوں نے بیان کیا کہ علامہ اقبال نے جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور جرمن فلاسفہ و مفکرین کے

افکار کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد ان پر تنقید پیش کی۔ انھوں نے گوئٹے کے دیوان کے جواب میں پیامِ مشرق لکھی۔

دوسری تقریب ۲۰/ اپریل ۱۹۷۰ء بروز سوموار خانہ فرہنگ ایران میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں پاکستانیوں کے علاوہ بہت سے ایرانی دانشوروں نے بھی شرکت کی۔ یونیورسٹی آف کراچی کے وائس چانسلر پروفیسر ابوبکر حلیم نے اس تقریب میں صدارت کے فرائض سرانجام دیے۔ جناب محمد جعفر نے فارسی میں مبسوط مقالہ پیش کیا۔ تقریب کے آغاز میں بادشاہِ ایران محمد رضا شاہ پہلوی کا اقبال کے حوالے سے پیغام پڑھا گیا جس میں علامہ اقبال کے اعلیٰ افکار، انسان دوستی اور فارسی زبان و ادب میں نہایت گراں قدر خدمات کو سراہا گیا۔ ڈاکٹر غلام سرور نے انگریزی میں ''پیغامِ اقبال'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے پیغامِ اقبال کی آفاقیت کا ذکر کیا اور خصوصاً اس امر کا ذکر کیا کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے حقائق زندگی سے آگہی کے لیے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا پیغام دیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے علامہ کے انگریزی خطبات کا ذکر کیا اور فارسی کلام سے متعدد اشعار پیش کیے۔

ڈاکٹر غلام سرور نے کلام اقبال کی معنویت پر زور دیا۔ مفتی محمد حبیب نے اپنے مقالے میں بیان کیا کہ کلام اقبال دراصل محکماتِ قرآنی کی تفسیر ہے۔ پروفیسر حلیم نے ایران و پاکستان کے علمی و ادبی اور ثقافتی روابط پر روشنی ڈالی اور دونوں ممالک کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں علامہ اقبال کے کردار کو سراہا۔

یومِ اقبال کے حوالے سے تیسری تقریب ۲۱/ اپریل ۱۹۷۰ء کو انٹر کانٹیننٹل ہوٹل کراچی میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر سید علی اشرف نے ''سہم شرق و غرب در اندیشہ اقبال''، سید ہاشم رضا نے ''پیغامِ اقبال بہ جوانانِ ملت''، فضل احمد کریم فضلی نے ''اقبال و سیاسیاتِ معاصر''، خانم ڈاکٹر پروین فروز حسن نے ''اقبال وملیت''، ڈاکٹر یاسین زبیری نے ''اقبال و تحریکِ پاکستان'' اور ضیاء الاسلام نے ''اقبال و مسائل کنونی پاکستان'' کے موضوع پر مقالات پیش کیے۔[۲۵]

مقالہ ''تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاہوری'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کے قریباً ۱۸ فارسی شعرا اور کلامِ اقبال فارسی سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے ان کے بہت سے اشعار اور مصرعوں کی تضمین کی ہے۔ فارسی غزلیات میں اس طرح کے تتبعات زیادہ نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ مہر ۱۳۵۳ (ستمبر ۱۹۷۴ء) کو مجلّہ وحید کے شمارے ۱۳۰ میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۵ سال (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) تک یونیورسٹی آف تہران میں پوسٹ گریجویٹ کلاسز کو اردو اور مطالعہ پاکستان پڑھاتے رہے۔ انھوں نے یہ

مقالہ اسی عرصے میں لکھا تھا۔ بعد میں انھوں نے اسی مقالے کو وسعت دے کر کتاب اقبال اور فارسی شعرا کی شکل دے دی جو ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے کافی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔اس لیے کتاب اقبال اور فارسی شعرا اور اس کے فارسی ترجمے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' کی اشاعت کے بعد بھی اس مقالے کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ کے بعد اسے دوبارہ شائع کیا جانا چاہیے تاکہ عام قارئین اس سے استفادہ کر سکیں اور اپنے ذوق کے مطابق ضرورت محسوس ہو تو اقبال اور فارسی شعرا سے بھی بھرپور استفادہ کر سکیں۔[۲۶]

مقالہ ''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی'' عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی (۱۸۹۳ء تا ۱۹۸۸ء) کی شخصیت، احوال اور آثار کے تعارف پر مبنی ہے۔ اسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مجھے ۱۳۴۴ھ تا ۱۳۴۸ھ اور ۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ ش کے عرصے میں ایران میں قیام کا موقع ملا۔ پہلا قیام تعلیم کے سلسلے میں تھا جبکہ دوسرا قیام دانشکدہ ادبیات دانشگاہ تہران میں اردو اور مطالعہ پاکستان کی تدریس کے سلسلے میں تھا۔ اس دوران مجھے متعدد بار استاد سید غلام رضا سعیدی سے ملاقات کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی جغرافیائی حدود کے قائل نہیں تھے۔ مثلاً انھیں علامہ محمد اقبال کے نام کے ساتھ نسبت ''لاہوری'' کا استعمال پسند نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے اقبال صرف ''لاہور'' کے نہیں ہیں، وہ آفاقی شخصیت ہیں۔ سید غلام رضا سعیدی کو عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اردو زبان سے بھی آشنا تھے۔ وہ ملی درد رکھنے والے مخلص مسلمان تھے۔ انھوں نے تمام عمر ملتِ اسلامیہ کی فلاح کے لیے قلمی جہاد کیا۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ انھوں نے اسلام اور تعلیم کے موضوع پر بہت سے مقالے لکھے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور مقالوں کے مختلف زبانوں، خصوصاً فارسی زبان میں تراجم کیے۔ حبِّ ملی کی وجہ سے انھیں ایسی مسلمان شخصیات پسند تھیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مولانا محمد علی جوہر (م ۱۹۳۱ء)، سید جمال الدین (م ۱۸۹۷ء)، عبدالرحمٰن کواکبی (م ۱۹۳۶ء)، علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء)، قائداعظم محمد علی جناح (م ۱۹۴۸ء)، مفتی محمد عبدہ (م ۱۹۰۵ء) اور سید ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۸ء) سے خاص فکری و قلبی تعلق رکھتے تھے۔ سید غلام رضا سعیدی نے بہت سے اسلامی ممالک کے سفر کیے۔ وہاں کے علما و ادبا سے ملے اور ادبی و سیاسی مجالس میں شمولیت کر کے عالمِ اسلام کی بہتری کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے اسلام، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ، عالمِ اسلام کے مسائل، مسلمان شخصیات (سید جمال الدین افغانی، قائداعظم، علامہ اقبال، جمال عبدالناصر، وغیرہم)، فلسفہ، اخلاق، سائنس، کمیونزم، مغربی تہذیب اور سوشلزم کے موضوعات پر بہت سے مقالے لکھے اور تراجم کیے۔ مختلف موضوعات اور مسائل پر

فکری ہم آہنگی کی بدولت وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے خاص محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار پر متعدد مقالات لکھے اور نہایت خوبصورت انداز سے ان کے افکار کی ترجمانی کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں سید غلام رضا سعیدی کے چند تراجم اور مقالات کی فہرست اور ان کے افکار کے حوالے سے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے متعدد حوالہ جات اور بہت سے اشعار دیے ہیں۔ انھوں نے اردو اشعار کا منثور فارسی ترجمہ بھی دیا ہے۔ بعض اردو اشعار کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ''مصادر'' کے عنوان کے تحت ۲۰ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ [۲۷]

مقالہ ''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی'' کی اشاعت کے قریباً ۳ سال بعد اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰، اشاعت ۱۹۹۳ء /۱۳۷۱ش میں قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل مقالہ ''فقید سید سعیدی اقبال شناس'' شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اول الذکر مقالے کی طرح عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ اس مقالے میں ان کی اقبال شناسی کے حوالے سے کافی زیادہ تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ استاد سید غلام رضا سعیدی ۱۹۲۵ء میں علامہ اقبال کے تب تک کے مطبوعہ آثار (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور پیامِ مشرق) سے آگاہ ہو چکے تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر رفیع الدین کے فلسفۂ اقبال پر لکھے ہوئے مقالے کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا تھا۔ یہ ترجمہ اور مقدمہ ''اقبال شناسی: ھنر واندیشہ اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے سید غلام رضا سعیدی کے فارسی مقدمے کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ کیا جو ماہنامہ الحق کی اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء میں ''شخصیتِ اقبال کے چند پہلو'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ بعد میں اسے برکاتِ اقبال (۱۹۸۸ء) میں شامل کرلیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہی ترجمہ ''اقبال کے مکتب فکر کے عناصرِ خمسہ'' کے عنوان سے ماہِ نو کی اشاعت اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے زیرِ تبصرہ مقالے ''فقید سید سعیدی اقبال شناس'' میں استاد غلام رضا سعیدی کے متذکرہ بالا مقدمے پر مفصل تبصرہ پیش کیا ہے اور اس کی افادیت کے پیشِ نظر رائے دی ہے کہ کتاب اقبال شناسی: ھنر و اندیشہ ٔ اقبال اور اس کا ترجمہ پاکستان سے بھی شائع ہونا چاہیے۔

استاد سید غلام رضا سعیدی کے افکار اور آثار سے آگہی کے بعد راقم الحروف بھی اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ان کی تمام نگارشات کا اردو ترجمہ شائع کیا جانا چاہیے اور ان کی اقبال شناسی پر کم از کم ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جانا چاہیے۔ [۲۸]

''ذخیرۃ الملوک'' کا شمار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول ترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں مندرج تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ یہ تاثرات جاوید نامہ (۱۹۳۲ء) کے حصے 'آں سوئے افلاک' میں مشہود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں ذخیرۃ الملوک پر درج ذیل مقالات تحریر کیے:

۱۔ ''ذخیرۃ الملوک''، مؤلفہ: سید علی ہمدانی، مشمولہ: ماہ نو، ج ۱، ش ۲، اشاعت موسمِ گرما ۱۹۸۵ء

۲۔ علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال، ج ۳۵، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۸ء

بعد میں مقالہ ''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ: سید علی ہمدانی، ''رومی کا تصورِ فقر'' (۱۹۹۰ء) میں اور ''علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک''، ''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک'' کے عنوان سے ''اقبال اور احترام انسانیت'' (۱۹۸۹ء) میں شامل کر لیے گئے۔[۲۹]

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی مقالہ ''تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدانی واثر ذخیرۃ الملوک دی'' ان کے مذکورہ بالا مقالات کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔ اس فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار، ذخیرۃ الملوک کے مضامین اور فکرِ اقبال پر اس کے اثرات کا جائزہ پیش کیا ہے:

''حضرت شاہِ ہمدان''، ''کشمیر و شاہ ہمدان شناسیِ اقبال''، ''ذخیرۃ الملوک''، ''تاثراتِ علامہ اقبال''، ''تلمیحات بہ ذخیرۃ الملوک''

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔ شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بادشاہوں، امرا اور مریدین کی رہنمائی کے لیے کسی عزیز کے اصرار پر تحریر کی تھی۔[۳۰]

''ذخیرۃ الملوک'' کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''ذخیرۃ الملوک'' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ) کی کتاب احیاء العلوم الدین اور کیمیائے سعادت کی سی ایک تالیف ہے۔ امام موصوف کی طرح اس کے مصنف کا رجحان بھی تصوف کی طرف تھا اور وہ صوفیہ کی روایات و حکایات کتاب میں نقل کرتے رہے مگر مجموعی طور پر کتاب میں قرآن مجید، مصدقہ احادیثِ رسول ﷺ اور تاریخی و ثقہ واقعات کے حوالے زیادہ ملتے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے لاطینی، فرانسیسی، اردو، پشتو اور ترکی زبانوں میں مکمل یا جزوی طور پر تراجم ہو چکے ہیں اور مصنفِ کتاب کی شخصیت و آثار پر اب تک فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کے ۴ مقالے، اردو زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کا ایک مقالہ اور انگریزی زبان میں ایم فل کی سطح کا ایک مقالہ لکھا جا چکا ہے۔[۳۱]

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں اس کے تمام ابواب،

خصوصاً باب دوم، باب پنجم اور باب ششم کے مضامین کے حوالے سے فکرِ اقبال پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

باب دوم میں فرض عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کے اسرار اور حقائق و معانی بیان کیے گئے ہیں۔

باب پنجم میں بادشاہ، مسلم رعایا اور غیر مسلم رعایا کے حقوق و فرائض کا ذکر ہے۔

باب ششم میں خلافتِ انسانی کے اسرار، حقوق النفس اور روحانی تقویت کے لیے ضروری امور کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد قرآنی آیات، ارمغانِ حجاز اور جاوید نامہ سے فارسی اشعار اور ذخیرۃ الملوک سے اقتباسات و حوالہ جات دے کر شاہ ہمدان سید علی ہمدانی اور علامہ اقبال کے مذہبی و سیاسی افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ قریباً ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالے کے آخر پر ۲۵ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ مقالے کے مندرجات موضوع کے عین مطابق ہیں اور ان کی مدد سے حضرت شاہ ہمدان، خصوصاً ان کی تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' سے متعلقہ تاثراتِ اقبال کی اچھی طرح سے تفہیم حاصل ہو جاتی ہے۔[۳۲]

سہ ماہی ادبیات کی جلد۳، شمارہ ۱۰ تا ۱۲، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو مقالہ ''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات'' شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر ان کے فکری و فنی اشتراک کی حدود متعین کی ہیں اور واضح کیا ہے کہ اقبال نے حافظ کی متعدد تراکیب، بندشوں اور تعبیرات کو اپنایا۔ ان کے اشعار تضمین کیے اور غزلیات میں ان کے متعدد قوالب اپنائے۔ ان کی فارسی (نیز کسی حد تک اردو) غزل پر حافظ کی غزل کے کافی اثرات ہیں۔ اقبال، فارسی غزل میں واحد شاعر نظر آتے ہیں جو اسلوبِ حافظ سے اس قدر اقرب ہیں کہ ان کے بعض اشعار خواجہ شیراز کا کلام معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور حمایت میں کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دی ہیں اور مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی دے کر اپنے دائرۂ تحقیق کی حدود واضح کرنے کے علاوہ مزید تحقیق کے لیے کچھ دیگر منہاج کی نشاندہی کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''تاثیر خواجہ حافظ در ہنر و اندیشۂ اقبال'' مجلّہ دانش، شمارہ ۱۵، اشاعت (پاییز ۱۳۶۷/ ۲۲ ستمبر تا ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء)، کے صفحات ۱۲۱ تا ۱۶۱ پر شائع ہوا تھا۔ ان کا اردو مقالہ ''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''، فارسی مقالے کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب اقبال اور فارسی شعرا (۱۹۷۷ء) میں حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین، لسان الغیب (م ۷۹۱ھ) کے عنوان کے تحت حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے فکری و فنی اشتراک و اختلاف کے بارے میں سیر حاصل تبصرہ پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر ان کے مذکورہ بالا فارسی و اردو مقالات ''اقبال اور فارسی شعرا''

کے اسی تبصرہ پر مبنی ہیں۔ [۳۳]

ترتیب زمانی کے لحاظ سے فارسی زبان میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ''فتوت'' کے موضوع پر درج ذیل تین مقالات شائع ہوئے ہیں:

۱۔ پیرامون فتوت یا جوانمردی؛ مشمولہ: مجلّہ ھلال، شمارہ ۱۰۶، اشاعت آذر ۱۳۴۹، صفحات ۸ تا ۱۳

۲۔ آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی، مشمولہ: معارفِ اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۵، اشاعت زمستان ۱۳۵۲ء صفحات ۶۰ تا ۷۲

۳۔ فتوت، مشمولہ: معارفِ اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۷، اشاعت تابستان ۱۳۵۳، صفحات ۵۸ تا ۶۸

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اسلام'' اور ''مسلمان'' کے موضوع پر اردو میں متعدد مقالات ومضامین لکھے جن پر راقم الحروف اپنے اس مقالے کے باب دوم ''ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' میں تبصرہ پیش کر چکا ہے۔ ان مقالات ومضامین کے عنوانات مع مآخذ درج ذیل ہیں:

اقبال اور جہان اسلام...... آفاقِ اقبال اقبال اور دنیائے اسلام...... اقبال اور احترام انسانیت /ماہِ نو...... اقبال اور عالم اسلام ...... اقبال اور احترامِ انسانیت /فکر و نظر ...... اقبال اور عبادت و شعائر اسلامی ...... فکرو نظر...... اقبال اور قوموں کا عروج و زوال...... اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام...... اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال ...... اقبال اور احترامِ انسانیت ...... علامہ اقبال اور زوال و عروجِ ملتِ اسلامیہ ...... فکرو نظر ...... مسلمانوں کی وحدت کا داعی ...... قومی زبان...... اقبال اور وحدتِ ملی...... افاداتِ اقبال /اقبالیات...... اقبال اور (عقائد) توحید و رسالت برکاتِ اقبال /ماہِ نو

شعبہ اقبالیات نے اس اہم موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر درج ذیل تحقیقی مقالات بھی لکھوائے ہیں:

علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متون اقبال کی روشنی میں)، (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد اکرم، نگران مقالہ: ڈاکٹر محمد ریاض، سالِ تکمیل ۱۹۹۳ء

اقبال اور احیائے اسلام (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: مبشر حسین، نگران مقالہ: ڈاکٹر ابصار احمد، سالِ تکمیل ۲۰۰۸ء

اقبال اور ملی نشاۃ ثانیہ (مقالہ پی ایچ ڈی)، مقالہ نگار: ظفر حسین ظفر، نگران مقالہ: ڈاکٹر خالد علوی، سالِ تکمیل ۲۰۰۹ء

۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان......''، ادارہ مطبوعات پاکستان، اسلام آباد، ب ن، س ہ، ص ۷۱ تا ۷۳

۳۔ ایضاً،ص۹۹ تا ۱۰۰

ے بہ جوهر چون ز نور پاک باشی فروغ دیدهٔ افلاک باشی
ترا صید زبون افرشته و حور که شاهین شه لولاک باشی

''بالِ جبریل'' میں مندجہ بالا رباعی اردو اور فارسی دو زبانوں میں ہے۔ یہ رباعی نمبر ۱۸ کا ترجمہ ہے:

ے ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترا صید زبوں افرشتہ و حور کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

ے ترا اندیشه افلاکی نگشته ترا پروازی لولاکی نگشته
همی دانم که در گوهر عقابی بچشمان تو بیباکی نگشته

مندرجہ بالا رباعی ''بالِ جبریل'' کی رباعی نمبر ۱۰ کا ترجمہ ہے:

ے ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے تری پروازی لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تری تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

ڈاکٹر محمد ریاض نے سیرتِ رسولِ کریم ﷺ پر اردو میں متعدد مقالات و مضامین تحریر کیے ہیں۔ انھوں نے علامہ عینی کے مضمون ''اقبال، قرآن اور اہلِ بیت'' کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ متعلقہ موضوع پر مزید تفصیلات کے لیے ان کے درج ذیل اردو مقالات و مضامین کا مطالعہ کریں۔ راقم الحروف نے اِس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں ان تمام مقالات و مضامین پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

اقبال اور (عقائد) توحید و رسالت	برکاتِ اقبال /ماہِ نو
اقبال اور سیرت رسول اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال /تقاریر بیادِ اقبال
سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام
نعتِ نبوی ﷺ فارسی شاعری میں	فاران (م)
رحمت اللعالمین ﷺ	ماہِ نو
اقبال، قرآن اور اہلِ بیت از علامہ عینی (ترجمہ)	فجر
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	فکرو نظر /رومی کا تصورِ فقر
اقبال اور نظریۂ عشق	آفاقِ اقبال/ماہِ نو

۴۔ میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، تدوین و پیش: ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، بار اول، فروری ۱۹۸۵ء ص ۱ تا ۲

۵۔ ایضاً، ص۲

۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، آفاقِ اقبال''، گلوب پبلشرز، لاہور، بار اول، ۱۹۸۷ء، ص۴

آفاقِ اقبال کے مذکورہ اقتباس میں سن اشاعت ۱۹۸۵ء کے بجائے ۱۹۵۸ء لکھا ہوا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے سہوِ کاتب کو نظر انداز کرتے ہوئے اقتباس میں درست سن اشاعت ۱۹۸۵ء دیا گیا ہے۔ آفاقِ اقبال میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے وہ دونوں مقالات شامل ہیں جو اقبال ریویو (جنوری ۱۹۶۹ء)، مجلّہ اقبال (۱۹۷۲ء) میں اور بعد میں ۱۹۸۳ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض

نے یہ مضامین کتاب حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے مسودے میں شامل کر کے اشاعت کے لیے اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کو بھیجے تھے۔ ان کے ساتھ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب اور دو رسائل بھی تھے۔ اقبال اکادمی کی طرف سے یہ مضامین اور رسائل شائع نہیں کیے گئے، صرف مکتوبات ہی شائع کیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے آفاق اقبال میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کو اپنے مجموعہ مضامین ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام (سلام اللہ علیہم)'' میں بھی شامل کیا ہے۔ وہاں مضمون کے آخر میں تکملہ (۲) کے تحت ''علامہ اقبال کی ایک محبوب کتاب ''ذخیرة الملوك'' کے عنوان سے (صفحہ ۶۶ تا ۸۲ پر) ایک اور مضمون بھی دیا گیا ہے۔

۷۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ''، ص ۷۱ تا ۷۲

۸۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال''، ص ۱۰۶ تا ۱۰۷

۹۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، ثقافتی قونصلیٹ، اسلام آباد، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۶

۱۰۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ۲

۱۱۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، پیغام آشنا، ص ۱۲۶

۱۲۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ۴۷

۱۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب، مشمولہ: ماہنامہ ادبی دنیا، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷، ۶۹ شاہراہِ قائداعظم، لاہور، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء، ص ۶

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ......، ص ۱۲۰ تا ۱۲۱

۱۵۔ اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ندوۃ المصنفین، لاہور، باراول، دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲
ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے فارسی مقالے کے اردو ترجمے میں میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متن کا خلاصہ بھی تحریر کیا ہے۔

۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، کتاب شناسی اقبال مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، بار اول، ۱۹۸۶ء، فہرست، ص ا

۱۷۔ رفیع الدین ہاشمی، ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ۴۶ تا ۴۹

۱۸۔ مقبول الٰہی، ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۹
نورینہ تحریم بابر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۵
ماہنامہ فاران کراچی کے مدیر ''اسمٰعیل احمد مینائی'' نے اپنے مجلّے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مطبوعہ مقالے ''حضرت ابو عبیدہ الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفی، کلامِ اقبال کی روشنی میں'' کے آغاز میں ان کے بھیجے ہوئے مسودے کی تفہیم میں پیش آنے والی دشواریوں اور اس کی ناقص املا کا اس طرح سے ذکر کیا ہے:
ڈاکٹر محمد ریاض سے مارچ ۸۱ء میں نیاز حاصل ہوا تھا جب میں مسلم علما کی کانفرنس کی روداد مرتب کرنے کے لیے اسلام آباد گیا۔ مئی ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر صاحب نے یہ مختصر سا مقالہ اپنی نوازش سے مجھ کو بھیج دیا فاران کے لئے۔ مئی کا شمارہ تو ماہر القادری کے تذکرہ کے لیے وقف تھا۔ جون، جولائی کے پرچوں میں پہلے سے آئے ہوئے مضامین کی کتابت ہوچکی تھی۔ اگست کی اشاعت کے لئے ان کاغذات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ تحریر پنسل کی ہے اور کاربن پیپر رکھ کر جو نقل بنائی گئی ہے وہ ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو بھیج دی ہے۔ بڑی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اس کو قابلِ

اشاعت بنایا تو کاتب نے بتایا کہ متن میں اقبال کی فارسی نظم (رموز بیخودی کے) کسی جز کا حوالہ تو دیا گیا ہے کہ اس کو نقل کیا جاتا ہے لیکن وہ جز شامل تحریر نہیں ہے۔ اس پر رموزِ بیخودی کو سامنے رکھ کر مضمون پر نظر ثانی کی گئی اور متعلقہ فارسی اشعار کو خاتمہ تحریر پر شامل مضمون کر لیا گیا۔ مدیر فاران۔
تفصیلات کے لیے دیکھیں:
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت ابوعبیدالجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفی، کلام اقبال کی روشنی میں''، مشمولہ: فاران، جلد ۳۲، شمارہ ۱۱، دفتر، بہادر آباد، کراچی، اگست ۱۹۸۱ء)، ص ۴۰

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواهری رساند حال آن کہ عرفان کنہ وقایع را می نمایاند (بہ مناسبت صدمین سالروز تولد اقبال شاعر پارسی گوی پاکستان)، مشمولہ: کاوہ' شمارہ ۶۹، پاییز ۱۳۵۷، مونیخ، ص ۲۸

۲۰۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر و مقام شعر وادب از دیدگاہِ علامہ اقبال''، مشمولہ: اقبالیات (شمارہ فارسی)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۰

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال شناسی در ایران''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۹۰، ہلال، خرداد ۱۳۴۸، کراچی، ص ۱۱ تا ۱۶
مزید تفصیلات کے لیے باب دوم میں ڈاکٹر محمد ریاض کے درج ذیل اردو مقالات پر تبصرات کا مطالعہ کریں:
ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم (مطبوعہ سرما ۱۹۹۲ء)
ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاہوری و شعرای سبک خراسانی''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۱۱۸، دفتر ہلال، آذر ۱۳۵۰، کراچی، ص ۱۳

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعرا''، اقبال اکیڈمی، لاہور، باراول، ۱۹۷۷ء، ص ۵۵ تا ۹۹
باب دوم میں ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور باب سوم میں ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''برگزاری مراسم روز اقبال''، مشمولہ: ہلال شمارہ ۱۰۲، ہلال، تیر ۱۳۴۹، کراچی، ص ۳۵ تا ۴۰

۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاہوری''، مشمولہ: وحید، شمارہ ۱۳۰، دفتر، مہر ۱۳۵۳، ایران، ص ۵۵۶ تا ۵۶۶

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''، مشمولہ، دانش، شمارہ ۲۰-۲۱، رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، زمستان ۱۳۶۸، ۱۳۶۹ء، اسلام آباد، ص ۹۹ تا ۱۲۴

۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقید سعید سعیدی اقبال شناس''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰، اقبال اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۳ء/۱۳۷۱ش، ص ۴۱ تا ۶۷

۲۹۔ راقم الحروف نے ان اردو مقالات پر اپنے اس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں تبصرہ پیش کیا ہے۔

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ......''، ص ۹۹

۳۱۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے شاہ ھمدان پر مقالہ لکھا اور ''خلاصۃ المناقب'' کی تصحیح کی جس پر پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۶۸ء میں انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہ ہمدان کے احوال و آثار و اشعار'' پر تحقیق کر کے اور ان کے چھ رسائل کی تدوین کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر ملک محمد رمضان نے ''منقبۃ الجواہر'' کی تدوین و تصحیح کی اور تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۵ء میں پی ایچ ڈی کی

ڈگری حاصل کی ۔ ڈاکٹر سید محمود انواری نے ''ذخیرۃ الملوک'' پر ریسرچ ورک مکمل کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۶ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔ آغا سید حسین ہمدانی نے قائداعظم یونیورسٹی ، اسلام آباد سے "Mir Sayyid Ali Hamdani Shah-e-Hamdan" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ۱۹۷۴ء میں ایم فل کی سند لی ۔ ڈاکٹر حسین احمد نے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی (علوم اسلامیہ) کی سطح پر ریسرچ ورک پر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز ، اسلام آباد سے ۲۰۰۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔

محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر ، ص۵۴ تا ۵۵، ۸۰

''ذخیرۃ الملوک'' اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کے سلسلے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیں:

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی، ندوۃ المصنفین ، سمن آباد، لاہور، باراول، دسمبر ۱۹۷۲ء، ص۱۹۴ تا ۲۰۴

''ذخیرۃ الملوک'' کے اردو میں کم وبیش تین تراجم شائع ہو چکے ہیں ۔

منہاج السلوک از مولانا غلام قادر، مطبوعہ : بک سینٹر، ۳۲ حیدر روڈ ، راولپنڈی کینٹ ، صفحات ۳۱۰

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد ریاض قادری ، مطبوعہ : قادریہ بکس ، سنت نگر، لاہور، صفحات ۳۸۸

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد محی الدین جہانگیر، مطبوعہ : نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ، لاہور ، صفحات ۴۰۲، مطبوعہ : نومبر ۲۰۰۷ء یہ ترجمہ عصرِ حاضر میں مروجہ سلیس اردو میں اور عام فہم ہے ۔ یہ کتاب انٹرنیٹ سے درج ذیل لنک پر موجود ہے اور Pdf فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے ۔

www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html

۳۲۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان واثر ذخیرۃ الملوک وی''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ہشتم ، اقبال اکیڈمی ، لاہور، ۱۳۷۰/ ۱۹۹۲ء، ص۱۲ تا ۴۰

''ذخیرۃ الملوک'' کے سلسلے میں مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

''افکار وتعلیمات عرفانی شاہ ہمدان در آینہ ''ذخیرۃ الملوک'' از ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی ، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کانفرنس بین المللی میر سید علی ہمدانی ، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر، خانہ فرہنگ ایران ، لاہور، کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب ، باراول ، ۱۳۹۵ھ ش/ ۲۰۱۶م ، ۳۴۱ تا ۳۵۶

''احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی باشش رسالہ از دی'' از ڈاکٹر محمد ریاض ، ص ۹۷ تا ۱۰۴

۳۳۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''تاثیر خواجہ حافظ در ھنر واندیشۂ علامہ اقبال''، مشمولہ: دانش ، شمارہ ۱۵ ، رایزنی فرھنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران ، پاییز ۱۳۶۷/ ستمبر تا دسمبر ۱۹۸۸ء ، اسلام آباد، ص ۱۲۱ تا ۱۶۱

مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں: محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''اقبال اور فارسی شعرا''، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور، ص ۱۷۸ تا ۱۹۰